عابدہ بتول

اردو لغت نویسی کا تاریخی ارتقا: اجمالی جائزہ
(۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۰ء)

Historical Evolution of 'Urdu Dictionary Compilation' An Analytical Overview (1947-1970)

Ms. Abida Batool, Research Scholar, Punjab University, Lahore, Pakistan.

Abstract:

The purpose of this paper is to present an overview of the evolution of Urdu dictionary compilation which starts from the 'Standard Urdu Dictionary' compiled by Agha Muhammad Baqar in 1948. The paper covers compilation of Urdu dictionary from 1947 to 1970 and gives introduction and purpose of the dictionaries compiled during this period.

The analysis comes to the conclusion that there were different purposes of dictionary compilation of which business and literary purposes were the important ones.

لغت ہر دور اور تقریباً ہر لکھی جانے والی زبان میں کسی نہ کسی صورت میں رائج رہا ہے۔ اس کے محرکات کبھی مذہبی رہے، کبھی تجارتی اور کبھی علمی۔ اردو زبان کا زیادہ تر تعلق عربی، فارسی اور انگریزی سے رہا ہے۔ چناں چہ برصغیر میں اُردو لغت کا تعلق بھی انھی زبانوں سے زیادہ رہا ہے۔

اردو لغت نویسی کا آغاز کئی صدیاں پہلے ہو چکا تھا۔ ارتقائی مراحل طے کرتے کرتے یہ روایت آج تک جاری و ساری ہے۔ چناں چہ اس دوران ہندوستان اور پاکستان میں بے شمار نئے لغات سامنے آئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جسے غالباً پہلا لغت کہنا چاہیے، وہ آغا محمد باقر کا ''اسٹینڈرڈ اردو ڈکشنری'' ہے، جو ۱۹۴۸ء میں کتاب منزل لاہور سے شائع ہوا۔ اس میں عصری ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید الفاظ کا اضافہ کیا گیا۔

> ''یہ فارسی، ہندی، انگریزی زبانوں کے جملہ مروجہ الفاظ اور علوم وفنون، تہذیب وتمدن، صحافت و سیاست کی تمام اصطلاحات کو درج کیا گیا ہے۔ ادباء، طلبہ اور اساتذہ کی جملہ ضروریات کو پیشِ نظر رکھ کر الفاظ کو اعراب کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ یہ علمی و تعلیمی اور لسانی ضروریات کو مدنظر رکھ کر بنایا ہے۔'' [۱]

اس لغت کی تالیف وترتیب اور چھپ کر مکمل ہونے کے بعد دو سال تک کوئی اور لغت سامنے نہ آسکا۔ اس کے بعد ۱۹۵۱ء میں حاجی لق لق نے ایک لغت ''آدم اللغات'' کے نام سے تالیف کیا۔ جسے آدم جی عبداللہ پبلشرز، لاہور نے شائع کیا۔ یہ لغت زیادہ تفصیلی نہ سہی مگر اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ حاجی لق لق بہ طور ایڈیٹر ان دنوں کام کررہے تھے۔ انھوں نے بھی اس وقت کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر یہ لغت تیار کیا۔

۱۹۵۵ء میں دو لغات سامنے آئے۔ ایک ''رئیس اللغات'' اور دوسرا ''نسیم اللغات''۔ ''رئیس اللغات'' ملک محمد دین اینڈ سنز، لاہور نے شائع کرنے سے پہلے ''پیر غلام دستگیر نامی'' سے تصحیح کرائی۔ اس لغت کے بارے میں وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ لغت ۱۹۵۵ء میں ہی مرتب گیا تھا یا اس سے پہلے، اگر نہیں بھی شائع ہو، اتو اس کے اصل مؤلف کا نام تحقیق کرنے پر بھی معلوم نہیں ہوسکا۔ کیوں کہ جو لغت اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کی لائبریری سے دستیاب ہوا ہے۔ ان کے ریکارڈ میں درج حوالہ کے ذیل میں نسیم امروہوی درج ہے مگر نسیم امروہوی کی کسی تحریر یا کسی اور حوالے سے بھی ''رئیس اللغات'' از نسیم امروہوی نہیں بنتا۔ اس لغت کے کل صفحات ۹۷۳ ہیں جن میں صفحہ نمبر ۱ تا ۸۴۴ میں لغت کا اندراج ہے اور باقی صفحات میں محاورات وضرب الامثال درج ہیں جو کہ دورانِ تصحیح پیر غلام دستگیر نامؔی نے جن باتوں کا اضافہ کیا، تصحیح کے بعد ''عربی، فارسی الفاظ کی شناخت اور اردو میں ان کا استعمال'' کے عنوان سے آٹھ صفحات پر مشتمل اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے عربی، فارسی الفاظ کی شناخت کے معیارات بھی پیش کیے ہیں۔ اس لغت کو ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے ''کتابیاتِ لغاتِ اردو'' میں پیر غلام دستگیر نامی کی تالیف قرار دیا ہے۔ ان کی اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۳ میں حوالہ اس طرح درج ہے:

> ''نامؔی، پیر غلام دستگیر: ''رئیس اللغات''، ص ۱+۹۷۳، س: ۱۹۵۵ء (اشاعت اول)، م: دین محمدی پریس، لاہور، ن: ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور۔ ابتدائی آٹھ اضافی صفحات میں مؤلف نامی نے لغات کے مختلف مسائل پر بحث کی ہے۔'' [۲]

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کو اس موقعے پر توارد ہوا ہے۔ کیوں کہ اس لغت کی ابتدا میں ''عربی فارسی الفاظ کی شناخت اور اردو میں ان کا استعمال'' کا مطالعہ کریں تو اس میں درج غلام دستگیر نامؔی کی اپنی تحریر بھی ان کے بطور مؤلف ہونے کو رد کردیتی ہے۔ جب وہ لکھتے ہیں کہ:

> ''مجھے اس اردو لغات کی کاپیاں ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب نے مع اصل تصحیح کے لیے دیں۔ چوں کہ مجھے صحتِ تلفظ کا بڑا خیال رہتا ہے اس لیے میں نے مؤلف کے مسوّدہ پر انحصار نہیں کیا بلکہ دوسری مستند لغتِ اردو، فارسی اور عربی سے مقابلہ کرکے تصحیح کی ہے اور تاریخی باتوں کو بھی مدنظر رکھا ہے۔'' [۳]

''رئیس اللغات'' کا تعارف ختم کرنے کے بعد ایک حوالہ ''شفیق اللغات'' کا ہے، جو اس لغت کے سنِ اشاعت کے متعلق ہے۔ جس کی تاریخِ اشاعت غلام دستگیر نامؔی نے اشعار کے ذریعے بتائی ہے جس سے ''شفیق اللغات'' کا سالِ اشاعت بھی ۱۹۵۵ء بنتا ہے۔ مگر دورانِ تحقیق نہ یہ لغت دستیاب ہوا اور نہ کسی اور نے اس کی نشان دہی کی ہے۔ سوائے اس حوالے کے جو غلام دستگیر نامؔی نے ''رئیس اللغات'' میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

''تاریخ طباعتِ شفیق اللغات''

جنہیں علم دین محمدی ہے وہی کہیں گے یہ بے ریا
کہ اشاعتِ کتب سے ہی ہے ثباتِ دین محمدی
تو ہے غفلتوں میں پڑا ہوا یہ سمجھ لے مسلم دین حق
کہ حیات تیری ہے منحصر بہ حیاتِ دین محمدی
جو کتابیں دین محمدی کی پڑھے تو ہو عیاں تجھے
کہ بڑھیں ہر ایک دین سے ہیں صفاتِ دین محمدی
تجھے سالِ طبعِ لغات کا کوئی آ کے پوچھے تو برملا
کہو نامیا ہے دُرِ عدن یہ لغاتِ دین محمدی

۱۹۵۵ء، غلام دستگیر نامؔی''[۴]

۱۹۵۵ء میں ''نسیم اللغات'' کے نام سے ایک لغت شائع ہوا۔ جسے نسیم امروہوی اور مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے مل کر تالیف کیا۔ بعد میں اس کے کئی ایڈیشن چھپتے رہے۔ ۱۹۶۱ء میں جب اس کا ایک ایڈیشن ''جدید نسیم اللغات'' کے نام سے شائع ہوا تو اس میں مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی کا نام نہیں لکھا گیا۔ صرف نسیم امروہوی کا نام لکھ دیا گیا۔ یہ لغت خیر پور میں کل پاکستان اردو کانفرنس کی قرارداد کے مطابق مرتب کیا گیا۔ اس کانفرنس کی صدارت بابائے اُردو مولوی عبدالحق نے کی تھی۔

۱۹۵۶ء میں لغاتِ اردو معروف بہ ''گلزارِ معانی'' جس کی ترتیب و تالیف خواجہ دل محمد صاحب ایم۔اے کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ اس میں ہر مضمون کی درسی کتب میں مستعمل اردو، ہندی، انگریزی الفاظ اور ان کے مادے، محاورات، ضرب الامثال، اصطلاحات کے علاوہ اخبارات و رسائل میں استعمال ہونے والے الفاظ کے معانی بھی دیے گئے ہیں۔ اس کا دیباچہ پبلشر کی طرف سے لکھا گیا ہے، جس میں اس لغت کی امتیازی خصوصیات کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

''قومی زبان کی اشاعت و ترقی اور اس کی وساطت سے افرادِ قوم کو اسلامی روایات و تہذیب سے روشناس کر کے متحد الخیال بنانے کے پیش نظر ضروری ہے کہ سب سے پہلے قومی اور ملکی زبان کی ایسی جامع لغت ہو جس میں علمی مصطلحات اور ضرب الامثال اس ڈھنگ سے پیش کی گئی ہوں جو قارئین کے اذہان کو قومی نظریات سے ہم آہنگ کرنے میں رازدارانہ طور پر معاون ثابت ہو سکیں۔ اس قومی اور ملکی ضروریات کے پیشِ نظر، زیرِ نظر لغت معروف بہ 'گلزارِ معانی' مرتب کرائی گئی اور بہ صرفِ زرِ کثیر طبع کرائی گئی ہے۔''۵

''نقاد اللغات'' ۱۹۶۰ء اور ''فرہنگِ اثر'' ۱۹۶۱ء سے پہلے نمونہ ''مہذب اللغات'' ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا جس پر تنقیدی مضمون ''اردو ادب''، دسمبر ۱۹۵۶ء میں شامل ہے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس کی تالیف و ترتیب کا کام ۱۹۵۶ء میں شروع ہو چکا تھا جو کہ ۱۹۵۸ء سے تالیف ہونا شروع ہوا اور اس کی جلد چہاردہم (۱۴) ۱۹۸۹ء تک شائع ہوا۔ اس لیے ''نقاد اللغات'' اور ''فرہنگِ اثر'' کا ذکر پہلے کیا جائے گا۔ ''نقاداللغات'' از ظفر نیازی ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا۔ اس کی اشاعت سے پہلے یہ لغت قسط وار ''نقاد'' رسالہ میں شائع ہوتا رہا۔ جسے بعد میں ظفر نیازی نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ دورانِ تحقیق لغت دستیاب نہ ہونے کی صورت میں اس کا ناقدانہ جائزہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۹۶۱ء میں ترقی اردو بورڈ کراچی کی طرف سے نمونہ ''لغاتِ اردو'' شائع ہوا۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) پر باقاعدہ کام کا آغاز بعد میں ہوا۔ ممتاز حسن پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

''یہ ترقی اردو بورڈ کی زیرِ ترتیب لغت کا ایک سرسری نمونہ ہے جو اہلِ علم کے ملاحظے اور تبصرے کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ اس موقع پر بہت ضروری تھا جب کہ ہم لغت کے پہلے مرحلے یعنی مطالعۂ ادب کی تکمیل اور دوسرے مرحلے یعنی تشریح نگاری کا باقاعدہ طور سے آغاز کر رہے ہیں۔ میں نے اس کو سرسری اس لیے کہا کہ ہم نے اس مرحلے پر نہ تکمیل کا دعویٰ کیا ہے نہ یہ ممکن تھا۔ جو اصحاب تدوینِ لغت کے اصولِ کار سے واقف ہیں اور ہمارے کام کی وسعت کا اندازہ رکھتے ہیں اس بات کو بہ خوبی سمجھتے ہیں کہ لغت کے کسی حصے کو بھی طباعت کی نوبت آنے تک مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ کسی زندہ زبان کی لغت دراصل مکمل تو کبھی ہوتی ہی نہیں۔''۶

''فرہنگِ اثر'' جہاں ایک باقاعدہ، لغت ہے وہاں دو سابقہ لغات ''سرمایۂ زبانِ اردو'' اور ''نوراللغات'' کا ناقدانہ جائزہ بھی ہے۔ یہ لغت ۱۹۶۱ء میں سرفراز قومی پریس، لکھنؤ سے شائع ہوا۔ جعفر علی خان اثر لکھنوی کا یہ لغت ایک جلد مگر دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں ''سرمایۂ زبانِ

اردو' از سید ضامن جلال لکھنوی کا تنقیدی جائزہ ہے۔ اس کے بعد حصہ دوم میں نور الحسن نیر کاکوروی کی ''نوراللغات'' کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے اس کی عکسی نقل ''کتبِ لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ'' جلد چہارم میں حصہ اول اور دوم شائع کیا ہے۔ جلد سوم، اثر لکھنوی کی وفات کے پچیس سال بعد شائع ہوئی۔ اثر لکھنوی کا انتقال جون ۱۹۶۷ء میں ہوا۔ ان کی وفات سے پہلے تیسری جلد کا مسودہ تیار تھا مگر ان کی زندگی میں شائع نہ ہو سکا۔ ۱۹۹۲ء میں مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے ''کتبِ لغت کا لسانی جائزہ'' جلد پنجم فرہنگِ اثر، حصہ سوم کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں ناقدانہ جائزہ پیش کیا گیا۔ حصہ اول میں بہ عنوان ''فرہنگِ اثر'' حصہ اول، جلال کی ''سرمایۂ زبان اردو'' کا جائزہ جو صفحہ نمبر ۸۴ تک اور حصہ دوم ''نوراللغات'' کا ناقدانہ جائزہ صفحہ نمبر ۴۷۵ تک مشتمل ہے۔ مؤلف ''فرہنگِ اثر'' دیباچے میں لکھتے ہیں:

> '''سرمایۂ زبان' اور 'نوراللغات' اردو کی دو مشہور کتبِ لغت ہیں... اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں کتابیں اپنی جگہ بڑی اور اہم ہیں پھر بھی ان دونوں میں بعض الفاظ ومحاورات سے میں نے جو اختلاف کیا ہے اس نے علاحدہ کتابی شکل اختیار کر لی ہے۔'' ے

''فرہنگِ اثر'' میں جہاں ان دو لغات کی جا بہ جا تصحیح کی گئی ہے وہاں ''نوراللغات'' کے الفاظ پر بحث کرتے ہوئے ان الفاظ کی نشان دہی کی گئی ہے جو یا تو اس میں شامل نہیں، اگر ہیں تو انھیں متروکات کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

اثر لکھنوی نے ''نوراللغات'' اور ''سرمایۂ زبانِ اردو'' کے اندراجات پر بھی بحث کی ہے۔ ان کی آراء سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے مگر انھوں نے تنقید کے تقاضے بڑی حد تک نبھائے ہیں۔ جن الفاظ پر تنقید کی ہے اسے دلائل سے واضح کیا تاکہ ابہام ختم ہو۔

مثال کے طور پر ''سرمایۂ زبانِ اردو'' کے ایک اندراج۔ ''دھرانا'' (ڈرانے والی بات سے کسی کو ڈرانا) سے اثر لکھنوی نے اس لیے انکار کیا ہے کہ انھوں نے کسی کو یہ لفظ بولتے نہیں سنا ہے۔ گو کہ یہ فیلن کی ڈکشنری میں موجود ہے۔ جب کہ ''سرمایۂ زبانِ اردو'' میں اس اندراج کی سند کے طور پر جرأت کا یہ شعر نقل کر دیا گیا ہے۔

دردِ دل کہنا مرا شاید کہ اس نے سن لیا
ورنہ کیوں مجھ کو دہراتا ہے، بھلا اچھا کیا ۹

اس طرح کی اور کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اثر لکھنوی نے اہم مقامات کی طرف اشارہ کیا

جہاں انھیں خامیاں نظر آئیں مگر انھوں نے لغات کی تحقیق سے زیادہ اپنی رائے کو اہمیت دی۔ جو لفظ انھیں جس طرح درست معلوم ہوتا ہے انھوں نے اس کے مطابق اس کو بتایا ہے۔ انھوں نے ان دونوں لغات پر تنقید کا سلسلہ اپنی اس تصنیف یعنی ''فرہنگِ اثر'' کی تکمیل کے بعد بھی جاری رکھا اور مختلف مضامین کی شکل میں اپنا تنقیدی نقطہ نظر پیش کرتے رہے۔ اثر نے ایک مضمون بہ عنوان ''لکھنؤ کے چند الفاظ اور محاورے'' لکھ کر اس میں مزید ایسے حوالے پیش کیے جو ''نور اللغات'' کے حوالے سے دوبارہ ان کے سامنے آئے اور وہ ''فرہنگِ اثر'' میں شامل ہونے سے رہ گئے۔[۱۰]

''فرہنگِ اثر'' کی تالیف سے پہلے ۱۹۵۸ء سے جس لغت پر کام جاری تھا وہ ''مہذب اللغات'' از مہذب لکھنوی ہے جو چودہ جلدوں میں مکمل ہوئی۔ ''مہذب اللغات'' ۱۹۵۸ء جلد اول میں الف مقصورہ و ممدودہ شامل ہیں۔ ہر جلد ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۶۰ء جلد دوم، دوسری جلد آ، ب، پ، پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد جو صرف پ، ت، ٹ، ث، ج پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۹۶۲ء میں نظامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ پہلی دونوں لغات کے سنِ تالیف پر رسالہ ''اردو ادب'' (دسمبر ۱۹۵۶ء) میں شامل مضمون ''مہذب اللغات پر ایک سرسری نظر'' میں بھی ذکر ہے۔ تیسری جلد ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کے دیباچے میں بھی پہلی دو لغات کا یوں حوالہ ملتا ہے ''قومی آواز'' کے پرچے ۲/اپریل، ۷ مئی، ۱۶ مئی ۱۹۶۱ء میں محمد یونس صاحب خالدی کا ایک مضمون ''نور اللغات سے مہذب اللغات تک'' کے عنوان سے با اقساط شائع ہوا۔ پہلی دو جلدیں ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۰ء تک اشاعت پذیر ہوئی ہوئیں۔[۱۱] جلد چہارم صرف ج، چ، ح، خ، د پر مشتمل ۱۵ ستمبر ۱۹۶۶ء سمیتا پرنٹنگ پریس لکھنؤ سے، جلد پنجم صرف د، ڈ، ذ، ر پر مشتمل فروری ۱۹۶۸ء میں نامی پریس لکھنؤ سے، جلد ششم صرف ر، ز، س ۱۵/اگست ۱۹۶۹ء جلد ہفتم س، ش، ص، ض، ط، ظ پر مشتمل ۲۰ نومبر ۱۹۷۰ء کو سرفراز قومی پریس لکھنؤ سے شائع ہو کر سامنے آئی۔ یہ لغت چودہ جلدوں پر مشتمل ہے اور آخری جلد ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔ میرے مقالے کا عنوان ۱۹۷۰ء تک کے لغات ہیں۔ مگر قاری کی سہولت کے لیے اس کی مکمل معلومات اسی مضمون میں شامل کی جا رہی ہیں۔ جلد ہشتم صرف ع، غ، ف، ق پر مشتمل ستمبر ۱۹۷۲ء کو نظامی پریس لکھنؤ سے، جلد نہم ق، ک، پر مشتمل جولائی ۱۹۷۵ء کو نظامی پریس لکھنؤ ہی سے، جلد دہم حرف ک، گ پر مشتمل جولائی ۱۹۷۷ء کو نظامی پریس لکھنؤ سے ہی شائع ہوا۔ جلد یازدہم صرف گ، ل، م پر مشتمل ۱۸/۱۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اسی پریس نے شائع کیا۔ جلد دوازدہم صرف م پر مشتمل ہے یہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء کو نامی پریس لکھنؤ، جلد سیزدہم صرف م، ن، و پر مشتمل ۱۸ جولائی ۱۹۸۲ء کو نامی پریس لکھنؤ اور جلد چہاردہم صرف و، ہ، ی پر مکمل ہو کر ۱۵/اپریل ۱۹۸۹ء کو بھارت آفسیٹ پریس دہلی سے

شائع ہوا۔ اس لغت کی آخری جلد ۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ باقی تیرہ جلدیں ۵۰۰ صفحات کی ہر جلد پر مشتمل ہیں۔

جہاں یہ لغت اپنے حجم اور تفصیلی ہونے کی وجہ سے الگ مقام رکھتا ہے وہاں اسے بھی تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ رسالہ ''اردو ادب''، دسمبر ۱۹۵۶ء میں ''مہذب اللغات (قسط اول) پر ایک سرسری نظر'' از ایک واقف کار، اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے اسے قسط وار شائع کیا جاتا ہے اور پھر اکٹھا کر کے باقاعدہ لغت کی صورت میں شائع ہوا۔

> ''مہذب اللغات' مؤلفہ مہذب لکھنوی فاضل وممتاز الافضل و دبیر کامل وصدر انجمنِ محافظِ اردو لکھنؤ کی پہلی قسط شائع ہوئی ہے اس میں صرف الف مقصورہ کے الفاظ (الف سے تائے ہندی تک) ۸۲ صفحات پر ختم ہوئے ہیں۔

''مہذب اللغات'' میں سابقہ لغات کے اندراج کو مع معنی شامل کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں انھیں کسی لفظ یعنی اندراج کے اردو ہونے اور اس کے اردو معانی میں اشکال یا اختلاف ہوا، وہاں انھوں نے اس کی نشان دہی اپنے قولِ فیصل[۱۴] کے ذریعے کر دی ہے۔ اس میں اندراجات کی ترتیب ''فرہنگِ آصفیہ'' اور ''نوراللغات'' کی نسبتاً زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ جو پہلے دو لغات کی نسبت قطعاً مختلف ہے۔ ''فرہنگِ آصفیہ'' میں بھی اگرچہ اندراجات کو مفرد اور ذیلی اندراجات میں تقسیم نہیں کیا گیا بلکہ سب کو جداگانہ حیثیت دی ہے۔ ''مہذب اللغات'' میں بھی قواعدی نوعیت، تلفظ اور معنی کے اعتبار سے اندراجات کو الگ الگ درج کیا گیا ہے۔ مگر کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کی معنوی وضاحت نے بے جا طوالت اختیار کر لی ہے اور یہ طوالت لغت کی خامی کہی جاتی ہے۔ مثلاً لفظ 'کام' کی ذیل ۱۹ اندراجات دیے ہیں پہلے فارسی 'کام' (مراد، غرض) پھر اردو کام (فعل، عمل) پھر اردو کام (مزدوری) پھر فارسی کام (تالو) پھر ہندی کام (دھندا) اس طرح یہ لمبی لائن چلتی ہے جو ۱۹ مختلف حوالوں سے درج ہے۔ معنی اور مترادفات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ''مہذب اللغات'' نے بہت حد تک ''نوراللغات'' اور ''فرہنگِ آصفیہ'' کو نقل کیا ہے اور حوالے بھی وہی درج کیے ہیں جو ان لغات میں درج ہیں۔ ڈاکٹر مسعود ہاشمی نے بھی ''اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ'' میں اس مثال کو پیش کیا ہے۔ مثلاً:

> ''فراغت: اس اندراج کے معنی نمبر ا کے تحت 'نوراللغات' اور 'مہذب اللغات' دونوں میں ہی چھٹکارا، نجات، خلاصی جیسے مترادفات 'فرہنگِ آصفیہ' سے جوں کا توں نقل کر دینے کے بعد مثال کے طور پر میر کا شعر بھی وہی پیش کیا گیا ہے جو 'فرہنگ آصفیہ' میں درج ہے۔''[۱۵]

ہر لغت اپنی سابقہ لغات کو بنیاد بنا کر اس سے استفادہ کرتی ہے۔ مولفِ لغت نے بھی ''مہذب اللغات'' میں سابقہ لغات سے معنی اور مترادفات کے حوالے سے اور قواعدی طریقہ اندراجات کہیں من و عن اور کہیں قدرے تبدیلی کے ساتھ درج کیا ہے مگر بہت سے الفاظ کی معنوی وضاحت، سابقہ لغات کی نسبت زیادہ ہے۔ جو انھوں نے اپنی رائے کے مطابق دی ہے۔ اسی میں لفظی تحقیق کی بجائے تنقید کی کتاب زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس میں مؤلف لغت نے لغت نویسی کے اصول پر عمل کرنے کی بجائے اپنی رائے کو مستند سمجھ کر بہت سے اندراجات کی تفصیل سے وضاحت کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی اہمیت سے اور مولفِ لغت کی محنت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح انھوں نے اتنا طویل ذخیرہ الفاظ اس لغت میں شامل کیا ہے سابقہ لغات میں کم نظر آتا ہے۔

۱۹۶۱ء میں شائع ہونے والا لغت ''شائق اللغات'' جس کی تالیف کا کام ۱۹۱۵ء میں ہوا۔ مگر پہلی بار ۱۹۶۱ء میں شائع کیا گیا۔ یہ لغت نقطوں کی مخصوص ترتیب کے ساتھ مدوّن کیا گیا ہے جو مؤلفِ لغت کی غیر معمولی ذہانت اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۱۹۹۲ء میں اس کی دوبارہ اشاعت پر ڈاکٹر جمیل جالبی پیش لفظ میں اس کی افادیت یوں بیان کرتے ہیں:

> ''شائع اللغات، کی دوہری افادیت ہے۔ ایک یہ کہ اس لغت کی مدد سے غیر منقوط کلام آسانی سے مرتب کیا جا سکتا ہے۔ یہ الفاظ نثر میں بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں اور شاعری میں بھی۔ دوسرے یہ کہ الفاظ کی درجہ بندی نقطوں کے مقام کے اعتبار سے سات ابواب میں اس طور پر کی گئی ہے کہ آپ آسانی کے ساتھ اپنی ضروریات کے الفاظ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر لفظ کے معنی دے کر لغت کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے۔''[۸]

۱۹۶۲ء میں زبان دانی کے لحاظ سے باقی لغات کی نسبت بہتر لغت ''فرہنگِ کارواں'' کے نام سے فضل الٰہی عارف نے مرتب کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں ''لغاتِ گجری'' کے نام سے نجیب اشرف ندوی نے ایک لغت مرتب کیا جسے ادبی پبلشرز، شیفرڈ روڈ بمبئی نے شائع کیا۔ ۱۹۶۵ء میں ''فیروز اللغات جامع'' کے نام سے الحاج فیروز الدین نے ایک لغت مرتب کیا۔ اس سے پہلے اس کے ''فیروز اللغات'' کے بہت سے ایڈیشن چھپ چکے تھے مگر اس لغت نے بھی اپنی مقبولیت کی وجہ سے اردو لغات میں اپنا مقام بنایا۔ اسی طرح بہت سے لغات مرتب ہوتے رہے جن میں کچھ تو لسانی ضرورت کے تحت اور کچھ کاروباری ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے لکھوائے گئے۔ کاروباری نوعیت سے مراد وہ ادارے جو اپنے اداروں کے نام سے لغات شائع کرتے یا مرتبین کے نام سے شائع کرتے رہے۔

۱۹۶۹ء دو لغات سامنے آئے جن میں ابو نعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری نے ''قائد اللغات'' کے

نام سے تالیف کیا اور دوسرا مقبول بیگ بدخشانی کا مرتب کردہ ''اردو لغت'' ہے جسے اردو سائنس بورڈ لاہور نے شائع کیا۔ ''قائد اللغات'' اردو کا جدید، جامع اور مستند لغت ہے جسے ایم آر برادرز، ایجوکیشنل پبلشرز اینڈ بک سیلرز لاہور نے ۱۹۶۹ء میں شائع کیا جس میں انھوں نے ''قائد اللغات'' کی بعض امتیازی خصوصیات کو بھی اجاگر کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن نظر ثانی و اضافہ کے ساتھ سید حامد لطیف چشتی نے مرتب کیا۔ دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت نشتر جالندھری مرحوم مسلم الثبوت زبان دان تھے۔ انھوں نے 'قائد اللغات' کا ایک ایک لفظ متعدد زبانوں کے مستند لغتوں سے تحقیق کرنے کے بعد لکھا... اہلِ علم و ادب نے گوناگوں محاسن اور کاملیت و جامعیت کے باعث قائد اللغات کو بے حد پسند کیا۔''[۱۶]

۱۹۷۰ء میں ''اردو مترادفات'' کے نام سے احسان دانش نے مترادفات کا لغت تالیف کیا جسے مرکزی اردو بورڈ لاہور جو کہ آج کل اردو سائنس بورڈ لاہور کے نام سے جانا جاتا ہے، نے شائع کیا۔ اس میں اردو لفظ کے مترادف جتنے بھی الفاظ آتے ہیں، ایک جگہ اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔

اردو زبان میں ایک عرصے سے ایسی لغت کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں الفاظ کے معانی کے بجائے ان کے مترادفات درج ہوں اور جنھیں ادیب، شاعر، مقرر اور صحافی بالخصوص اور تحریر و تقریر میں دلچسپی لینے والے بالعموم ایک راہ نما اور حوالے کی کتاب کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ انیسویں صدی کے آخر میں شائع ہونے والے مترادف الفاظ کے ایک دو مختصر سے رسالے نظر آتے ہیں یا پھر بعد میں شائع ہونے والی ایک چھوٹی سی ڈکشنری جو مترادفات کے اصل تقاضوں کو پورا نہیں کرتی۔ احسان دانش کی اس کتاب نے اس کمی کو بہت حد تک پورا کر دیا ہے گو کہ یہ لغت بھی اتنا معیاری نہیں مگر پھر بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

پس نوشت:

احسان دانش نے اردو مترادفات کا جو لغت مرتب کیا تھا وہ ضخیم تھا، مرکزی اردو بورڈ، فنڈ کی کمی کے باعث اسے مختصر کر کے شائع کیا اور احسان دانش سے کہا کہ بعد میں اسے مکمل کر کے شائع کیا جائے گا۔

ڈاکٹر نجم الاسلام مرحوم نے ایک موقع پر بتایا تھا کہ: ''احسان دانش نے اس لغت کے علاوہ بھی کئی لغات مرتب کیے تھے''۔ جو غیر مطبوعہ حالت میں ان کے لواحقین کی تحویل میں ہیں۔ پروفیسر حبیب ارشد (حیدر آباد) کے علاوہ متعدد اشخاص نے مذکورہ دونوں باتوں کی تصدیق کی ہے۔

حوالے اور حواشی

۱۔ محمد باقر، آغا: ''اسٹینڈرڈ اردو ڈکشنری''، لاہور، کتاب منزل، ۱۹۴۸ء۔
۲۔ شاہجہانپوری، ابوسلمان، ڈاکٹر: مرتب، ''کتابیات لغاتِ اردو''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء، ص ۳۳۔
۳۔ ''رئیس اللغات''، لاہور، دین محمد اینڈ سنز، ص (ا)، ۱۹۵۵ء۔
۴۔ ایضاً، ص (ح)، ۱۹۵۵ء۔
۵۔ دل محمد، خواجہ، ''گلزارِ معانی''، لاہور، خواجہ بک ڈپو، ۱۹۵۶ء، ص ج۔
۶۔ ترقی اردو بورڈ، کراچی (مرتب) نمونہ لغاتِ اردو، پیش لفظ، ۱۹۶۱ء۔
۷۔ اثر لکھنوی، ''فرہنگِ اثر''، دیباچہ، ۱۹۶۱ء۔
۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر: پیش لفظ، مشمولہ، ''شائق اللغات''، کراچی، سید پبلیکیشنز، ۱۹۹۲ء، ص، ب۔
۹۔ اثر لکھنوی، ''فرہنگِ اثر''، دیباچہ، ۱۹۶۱ء، ص ۵۱، ۵۰۔
۱۰۔ ''لکھنؤ کے چند الفاظ اور محاورے''، اثر لکھنوی، رسالہ نیا دور، لکھنؤ، ۱۹۶۲ء، مشمولہ ''اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ''، ڈاکٹر، مسعود ہاشمی، دہلی، ترقی اردو بیورو، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۰۔
۱۱۔ مہذب لکھنوی، ''مہذب اللغات''، نظامی پریس لکھنؤ، ۱۹۶۲ء۔
۱۲۔ قولِ فیصل سے مراد کسی ''خاص لغت کے متعلق جو کچھ کہنا ہے وہ کہا گیا ہے۔ کہیں مؤلف کی رائے پر مشتمل ہے اور کہیں صرف ایک نوٹ فائدہ دیتا ہے''۔ مشمولہ ''مہذب اللغات''، جلد اول، ص ۲۰۔
۱۳۔ ''اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ''، ص ۱۷۰۔
۱۴۔ حامد لطیف، چشتی، سید، دیباچہ، مشمولہ، ''قائد اللغات''، طبع دوم، س۔ن۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ احسان دانش ''اردو مترادفات'' لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۰ء۔
۲۔ امروہوی، نسیم: مؤلف ''جدید نسیم اللغات''، ۱۹۶۱ء۔
۳۔ امروہوی، نسیم: مولف ''رئیس اللغات''، لاہور، دین محمد اینڈ سنز، ۱۹۵۵ء۔
۴۔ امروہوی، نسیم: مرتضٰی حسین فاضل لکھنوی: مؤلف ''نسیم اللغات''، لاہور، ملک محمد دین اینڈ سنز، ۱۹۵۵ء۔
۵۔ بدخشانی، مقبول بیگ: ''اُردو لغت''، لاہور، اُردو سائنس بورڈ، ۱۹۶۹ء۔
۶۔ جالندھری، نشتر، ابونعیم عبدالحکیم خان: مولف ''قائد اللغات''، لاہور، ایجوکیشنل پبلشرز اینڈ بک سیلر، ۱۹۶۹ء۔
۷۔ دل محمد، خواجہ، مؤلف ''گلزارِ معانی'' لاہور، خواجہ بک ڈپو، ۱۹۵۶ء۔
۸۔ دہلوی، سیّد احمد ''فرہنگِ آصفیہ''، دہلی، دفتر فرہنگِ آصفیہ، ۱۹۱۸ء۔
۹۔ دہلوی، میر شائق علی سیّد: ''شائق اللغات'' کراچی، سید پبلیکیشنز، طبع دوم، ۱۹۹۲ء۔
۱۰۔ شاہجہان پوری، ابوسلمان، ڈاکٹر ''کتابیاتِ لغاتِ اردو''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء۔

۱۱۔ ''شفیق اللغات''، ۱۹۵۵ء۔

۱۲۔ ظفر نیازی، ''نقاد اللغات''

۱۳۔ عارف، فضل الٰہی، مرتب: ''فرہنگِ کارواں''، طبع اوّل، لاہور، مکتبۂ کارواں، ۱۹۶۲ء۔

۱۴۔ عارف، فضل الٰہی، مرتب: ''فرہنگِ کارواں''، طبع دوم، لاہور، مکتبۂ کارواں، ۱۹۹۰ء۔

۱۵۔ فیروز الدین، الحاج: مرتب ''فیروز اللغات جامع''، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۶۵ء۔

۱۶۔ کاکوروی، نیرّ نور الحسن: ''نور اللغات''، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ط ۱، ۱۹۷۹ء، ط ۲، ۱۹۹۸ء۔

۱۷۔ لق لق، حاجی: مؤلف، ''آدم اللغات''، لاہور، آدم جی عبداللہ پبلشرز، ۱۹۵۱ء۔

۱۸۔ لکھنوی، اثر، جعفر علی خان، ''فرہنگِ اثر''، لکھنؤ، سرفراز قومی پریس، ۱۹۶۱ء۔

۱۹۔ لکھنوی اثر: ''فرہنگ اثر'' حصہ اول حصہ دوم مشمولہ ''کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ''، تبصرہ وارد سرہندی، حواشی و تعلیقات شان الحق حقی، جلد چہارم، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

۲۰۔ لکھنوی، اثر: ''فرہنگ اثر'' حصہ سوم مشمولہ ''کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ''، جلد پنجم، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

۲۱۔ لکھنوی، جلال: ''سرمایۂ زبانِ اُردو''، لکھنؤ، ادارۂ فروغ اُردو، ۱۳۰۴ھ۔

۲۲۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد اول، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۵۸ء۔

۲۳۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد دوم، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۶۰ء۔

۲۴۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد سوم، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۶۲ء۔

۲۵۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد چہارم، لکھنؤ، سمجتا پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۶ء۔

۲۶۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد پنجم، لکھنؤ، نامی پریس، ۱۹۶۸ء۔

۲۷۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد ششم، لکھنؤ، سرفراز قومی پریس، ۱۹۶۹ء۔

۲۸۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد ہفتم، لکھنؤ، سرفراز قومی پریس، ۱۹۷۰ء۔

۲۹۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد ہشتم، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۷۲ء۔

۳۰۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد نہم، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۷۵ء۔

۳۱۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد دہم، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۷۷ء۔

۳۲۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد یازدہم، لکھنؤ، نظامی پریس، ۱۹۷۸ء۔

۳۳۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد دوازدہم، لکھنؤ، نامی پریس، ۱۹۸۱ء۔

۳۴۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد سیزدہم، لکھنؤ، نامی پریس، ۱۹۸۲ء۔

۳۵۔ لکھنوی، مہذب: ''مہذب اللغات'' جلد چاردہم، دہلی، آفسٹ پریس، ۱۹۸۹ء۔

۳۶۔ محمد باقر، آغا: مؤلف، ''اسٹینڈرڈ اردو ڈکشنری''، لاہور، کتاب منزل، ۱۹۴۸ء۔

۳۷۔ ندوی، نجیب اشرف ''لغاتِ گجری''، بمبئی، ادبی پبلشرز، ۱۹۶۲ء۔

۳۸۔ ''نمونہ لغاتِ اُردو'' کراچی، مرتبہ ترقی اردو بورڈ، ۱۹۶۱ء۔
۳۹۔ ہاشمی، مسعود: ''اُردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ''، دہلی، ترقی اُردو بیورو، ۲۰۰۰ء۔

رسائل

۱۔ سہ ماہی ''اردو ادب''، علی گڑھ، دسمبر، ۱۹۵۶ء۔
۲۔ ہفت روزہ ''قومی آواز''، لکھنؤ، ۲ اپریل تا ۷ مئی ۱۹۶۱ء۔
۳۔ ماہ نامہ ''نقاد''، سن ندارد۔
۴۔ ماہ نامہ ''نیا دور''، لکھنؤ، ۱۹۶۲ء۔

0 --------- 0